بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت نمبر (8 تا 13)

ترجمہ

فَالۡتَقَطَهٗۤ	اٰلُ فِرۡعَوۡنَ	لِيَكُوۡنَ	لَهُمۡ	عَدُوًّا	وَّحَزَنًا ؕ	اِنَّ
پھر اٹھالیا	فرعون والوں نے	تاکہ وہ ہوجائیں	ان کے لئے	دشمن	اورغم	بیشک

فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ	وَجُنُوۡدَهُمَا	كَانُوۡا	خٰطِـِٕيۡنَ ۝۸	وَقَالَتِ
فرعون اور ہامان	اوران دونوں کے لشکر	وہ سب تھے	چوک جانے والے	اور کہا

امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ	قُرَّتُ عَيۡنٍ	لِّىۡ	وَلَكَ ؕ	لَا تَقۡتُلُوۡهُ ۖ	عَسٰٓى اَنۡ
فرعون کی عورت نے	آنکھ کی ٹھنڈک ہے	میرے لئے	اور تیرے لئے	تم لوگ قتل مت کرو اس کو	ہوسکتا ہے کہ

يَّنۡفَعَنَاۤ	اَوۡ	نَتَّخِذَهٗ	وَلَدًا	وَّهُمۡ	لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۹	وَاَصۡبَحَ
یہ نفع دے ہم کو	یا	ہم بنالیں اس کو	بیٹا	اور وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے	اور ہوگیا

فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰى	فٰرِغًا ؕ	اِنۡ	كَادَتۡ	لَتُبۡدِىۡ	بِهٖ	لَوۡلَاۤ اَنۡ	رَّبَطۡنَا
موسیٰؑ کی والدہ کا دل	بے چین ہونے والا	بیشک	قریب تھا کہ	وہ یقیناً ظاہر کردیں	اس کو	اگر نہ ہوتا کہ	ہم نے مضبوط کیا

عَلٰى قَلۡبِهَا	لِتَكُوۡنَ	مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۰	وَقَالَتۡ	لِاُخۡتِهٖ	قُصِّيۡهِ ۡ
ان کے دل کو	تاکہ وہ ہوجائیں	بات ماننے والوں میں سے	اور (والدہ نے) کہا	انؑ کی بہن سے	تو پیچھا کر اسؑ کا

فَبَصُرَتۡ	بِهٖ	عَنۡ جُنُبٍ	وَّ	هُمۡ	لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۱۱
تو اس نے دیکھا (دیکھتی رہی)	اسؑ کو	دور سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہیں رکھتے تھے

وَحَرَّمۡنَا	عَلَيۡهِ	الۡمَرَاضِعَ	مِنۡ قَبۡلُ	فَقَالَتۡ	هَلۡ اَدُلُّكُمۡ
اور ہم نے حرام کیں	انؑ پر	دودھ پلانے والیاں	پہلے سے	تو (بہن نے) کہا	کیا میں رہنمائی کروں تم لوگوں کی

عَلٰٓى اَهۡلِ بَيۡتٍ	يَّكۡفُلُوۡنَهٗ	لَكُمۡ	وَهُمۡ	لَهٗ	نٰصِحُوۡنَ ۝۱۲
ایک ایسے گھر والوں کی جو	پال پوس دیں گے اس کو	تمہارے لئے	اور وہ	اس کی	خیر خواہی کرنے والے ہوں

فَرَدَدۡنٰهُ	اِلٰٓى اُمِّهٖ	كَىۡ	تَقَرَّ	عَيۡنُهَا	وَلَا تَحۡزَنَ	وَلِتَعۡلَمَ
تو ہم نے واپس کیا انؑ کو	ان کی والدہ کی طرف	تا کہ	ٹھنڈی ہو	ان کی آنکھ	اور وہ غمگین نہ ہوں	اور تاکہ وہ جان لیں

اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ	حَقٌّ	وَّلٰكِنَّ	اَكۡثَرَهُمۡ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۱۳
کہ اللہ کا وعدہ	حق ہے	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	جانتے نہیں ہیں

نوٹ۔1

وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔ یہ اصل نکتہ کی بات ارشاد ہوئی ہے کہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ اللہ کا وعدہ پورا

ہو کر رہتا ہے اور اس کی تدبیر کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ اکثر لوگ خدا کے وعدوں کو محض ہوائی باتیں خیال کرتے ہیں اور ان پر اعتماد کر کے کوئی بازی کھیلنے میں ان کو خسارہ اور خطرہ نظر آتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے دیکھ لیں تب مانیں گے حالانکہ اصل امتحان تو یہی ہے کہ لوگ اپنے رب کے ان وعدوں کے لئے جئیں اور مریں جن کی حقیقت ابھی سامنے آنی ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (14 تا 17)

و	ک	ز

(ض) وَكَزَ: دھکا دینا۔ مکا مارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۵

ترجمہ

وَلَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّهٗ	وَاسْتَوٰٓى	اٰتَيْنٰهُ
اور جب	وہ (موسیٰؑ) پہنچے	اپنی پختگی کو	اور (عمر میں) برابر ہوئے	تو ہم نے دی انؑ کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِى	الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾	وَدَخَلَ	الْمَدِيْنَةَ
حکمت اور علم	اور اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	خوب کاروں کو	اور وہ داخل ہوئے	شہر میں

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا	فَوَجَدَ	فِيْهَا	رَجُلَيْنِ	يَقْتَتِلٰنِ ۫	هٰذَا
اس (شہر) کے لوگوں کی غفلت کے وقت پر	تو انہوں نے پایا	اس میں	دو مردوں کو	باہم لڑتے ہوئے	یہ

مِنْ شِيْعَتِهٖ	وَهٰذَا	مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ	فَاسْتَغَاثَهُ	الَّذِىْ	مِنْ شِيْعَتِهٖ
انؑ کے فرقے سے تھا	اور یہ (دوسرا)	ان کے دشمن میں سے تھا	تو مدد کے لئے پکارا انؑ کو	اس نے جو	ان کے فرقے سے تھا

عَلَى الَّذِىْ	مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ	فَوَكَزَهٗ	مُوْسٰى	فَقَضٰى	عَلَيْهِ ۫
اس کے خلاف جو	ان کے دشمن میں سے تھا	تو مکا مارا اس کو	موسیٰؑ نے	تو انہوںؑ نے کام تمام کیا	اس کا

قَالَ	هٰذَا	مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ	اِنَّهٗ	عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾
انہوںؑ نے کہا	یہ	شیطان کے کام میں سے ہے	بیشک وہ	واضح گمراہ کرنے والا دشمن ہے

قَالَ	رَبِّ	اِنِّىْ ظَلَمْتُ	نَفْسِىْ	فَاغْفِرْ لِىْ	فَغَفَرَ لَهٗ ؕ
انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	بیشک میں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر	پس تو بخش دے مجھ کو	تو اس نے بخش دیا انؑ کو

اِنَّهٗ	هُوَ الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾	قَالَ	رَبِّ	بِمَآ	اَنْعَمْتَ
بیشک وہ	ہی بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	اس سبب سے جو	تو نے انعام کیا

عَلَىَّ	فَلَنْ اَكُوْنَ	ظَهِيْرًا	لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾
مجھ پر	تو میں ہرگز نہیں ہوں گا	مددگار	مجرموں کے لئے

نوٹ۔1 اَشُدَّ کا مطلب قوت کی انتہا پر پہنچنا ہے۔ انسان بچپن کے ضعف سے تدریجاً قوت کی طرف بڑھتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا

آتا ہے کہ اس کے وجود میں جتنی قوت آسکتی تھی وہ پوری ہو جائے اس وقت کو اَشُدَّ کہا جاتا ہے۔ اور یہ زمین کے مختلف خطوں اور قوموں کے مزاج کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ کسی کا اَشُدَّ کا زمانہ جلد آجاتا ہے کسی کا دیر میں، حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ کا قول ہے کہ یہ۔ 33۔ سال کی عمر میں ہوتا ہے، اس کو سنِ وقوف یا سنِ کمال کہتے ہیں جس میں بدن کا نشو و نما ایک حد پر پہنچ کر رک جاتا ہے۔ اس کے بعد چالیس سال کی عمر تک وقوف کا زمانہ ہے۔ اسی کو استوٰی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چالیس سال کے بعد انحطاط اور کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

حکم اور علم کے مختلف مدارج ہیں۔ اس کا اعلیٰ درجہ وہ ہے جو انبیاء کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں بالکل یہی الفاظ انبیاء کے علم کے لئے استعمال ہوئے ہیں، لیکن یہاں ظاہر ہے کہ وہ علم و حکمت مراد نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اس کے بہت بعد میں ملی ہے۔ (تدبر قرآن)۔ یہاں حکم سے مراد حکمت و دانائی ہے اور علم سے مراد دینی اور دنیوی دونوں علوم ہیں۔ کیونکہ والدین کے ساتھ ربط و ضبط قائم رہنے کی وجہ سے ان کو اپنے باپ دادا کی تعلیمات سے بھی واقفیت حاصل ہوگئی، اور فرعون کے ہاں شہزادے کی حیثیت سے پرورش پانے کے باعث ان کو وہ تمام دنیوی علوم بھی حاصل ہوئے جو اس زمانے میں مصر میں رائج تھے۔ بائبل کی کتاب الاعمال میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی اور وہ کام اور کلام میں قوت والے تھے۔ تلمود کا بیان ہے کہ وہ اکثر اس علاقے میں جاتے جہاں اسرائیلیوں کی بستیاں تھیں اور ان تمام سختیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے جو قبطی حکومت کے کارندے ان کی قوم پر کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ہی کوشش سے فرعون نے اسرائیلیوں کے لئے ہفتہ میں ایک دن کی چھٹی مقرر کی۔ انہوں نے فرعون سے کہا کہ مسلسل کام کرنے کی وجہ سے یہ لوگ کمزور ہو جائیں گے اور حکومت کے کام کا نقصان ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (18 تا 21)

ترجمہ

فَاَصْبَحَ	فِی الْمَدِیْنَةِ	خَآئِفًا	یَّتَرَقَّبُ	فَاِذَا
پھر وہؑ صبح کو ہوئے (یعنی گئے)	اس شہر میں	ڈرانے والے ہوتے ہوئے	چوکنا ہوتے ہوئے	پھر جب ہی

الَّذِی	اسْتَنْصَرَهٗ	بِالْاَمْسِ	یَسْتَصْرِخُهٗ ط	قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰی
جس نے	مدد مانگی تھی انؑ سے	گزشتہ کل	وہ فریاد کرتا ہے انؑ سے	کہا	اس سے	موسیٰؑ نے

اِنَّكَ	لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ⑱	فَلَمَّآ اَنْ	اَرَادَ	اَنْ	یَّبْطِشَ	بِالَّذِیْ	هُوَ
بیشک تو	یقیناً ایک کھلا گمراہ ہے	پھر جیسے ہی	انہوںؑ نے ارادہ کیا	کہ	وہ پکڑیں	اس کو جو کہ	وہ ہی

عَدُوٌّ	لَّهُمَا ۙ	قَالَ	یٰمُوْسٰٓی	اَتُرِیْدُ	اَنْ تَقْتُلَنِیْ	كَمَا
دشمن ہے	ان دونوں کا	اس نے کہا	اے موسیٰؑ	کیا تو ارادہ کرتا ہے	کہ تو قتل کرے مجھ کو	جیسے کہ

قَتَلْتَ	نَفْسًا	بِالْاَمْسِ ۖق	اِنْ تُرِیْدُ	اِلَّآ اَنْ	تَكُوْنَ	جَبَّارًا	فِی الْاَرْضِ
تو نے قتل کیا	ایک جان کو	گزشتہ کل	تو ارادہ نہیں کرتا	مگر یہ کہ	تو ہو جائے	جبر کرنے والا	زمین میں

وَمَا تُرِیْدُ	اَنْ تَكُوْنَ	مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ⑲	وَجَآءَ	رَجُلٌ	مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ
اور تو ارادہ نہیں کرتا	کہ تو ہو جائے	اصلاح کرنے والوں میں سے	اور آیا	ایک شخص	شہر کے زیادہ دور سے

1444 لِيَقْتُلُوْكَ	بِكَ	يَاْتَمِرُوْنَ	اِنَّ الْمَلَاَ	يٰمُوْسٰى	قَالَ	يَسْعٰى
کہ وہ قتل کریں آپؑ کو	آپؑ کے بارے میں	مشورہ کرتے ہیں	بیشک سردار لوگ	اے موسیٰؑ	اس نے کہا	دوڑتا ہوا

مِنْهَا	فَخَرَجَ	مِنَ النّٰصِحِيْنَ ⑳	لَكَ	اِنِّىْ	فَاخْرُجْ
اس سے	تو وہ نکلے	خیرخواہی کرنے والوں میں سے ہوں	آپؑ کے لئے	بیشک میں	پس آپؑ نکل جائیں

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ㉑ ع	نَجِّنِىْ	رَبِّ	قَالَ	يَّتَرَقَّبُ ۡ	خَآئِفًا
ظلم کرنے والی قوم سے	تو نجات دے مجھ کو	اے میرے رب	انہوںؑ نے کہا	چوکنا ہوتے ہوئے	ڈرنے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

آیت۔19۔ میں فَلَمَّا کے ساتھ جو اَنْ ہے، اس سے پہلے کوئی فعل محذوف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے زبانی افہام وتفہیم سے فریقین کو ہموار کرنے کی کوشش کی لیکن جب اس سے کام نہ چلا تو آپ علیہ السلام نے قبطی کو پکڑ کر الگ کرنا چاہا۔ اس قبطی کو یہاں موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی، دونوں کا دشمن کہا ہے۔ اسرائیلی کا تو وہ بالفعل دشمن تھا ہی اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کی دشمنی اس پہلو سے بھی تھی کہ وہ اپنی اصلاحی سرگرمیوں کے سبب سے تمام قبطیوں کی نظر میں کھٹکنے لگے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکڑنا تو چاہا تھا قبطی کو لیکن انہوں نے پہلے اسرائیلی کو جھڑکا تھا، اس وجہ سے اس نے گمان کیا کہ آج ان کا گھونسا اس پر پڑنے والا ہے۔ اس گھبراہٹ میں وہ چلایا کہ کل تم نے ایک شخص کو قتل کیا تھا اسی طرح کیا آج مجھے قتل کرنا چاہتے ہو اس طرح اس نے اپنی حماقت سے کل کے قتل کا راز کھول دیا۔ ایک اسرائیلی کی زبان سے راز افشا ہونے کے بعد فرعونی سردار موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ وہاں سے ایک شخص بھاگا ہوا آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ آپ یہاں سے فوراً نکل جائیں۔ اس شخص کے متعلق یہاں کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے لیکن سورہ مومن میں آل فرعون میں سے ایک مومن شخص کا تفصیل سے ذکر آیا ہے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا اور یہ ابتداء سے ہی موسیٰ علیہ السلام کے خیرخواہ تھے اور بعد کے دور میں انہوں نے حکومت کے سامنے موسیٰ علیہ السلام کی حمایت کی تھی۔ اس وجہ سے ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشارہ ان ہی کی طرف ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (22 تا 24)

ذ و د

(ن) ذُوْدًا دفع کرنا۔ روکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔

ترجمہ

يَّهْدِيَنِىْ	اَنْ	رَبِّىْٓ	عَسٰى	قَالَ	تِلْقَآءَ مَدْيَنَ	تَوَجَّهَ	وَلَمَّا
وہ ہدایت دے گا مجھ کو	کہ	میرا رب	امید ہے	تو کہا	مدین کی طرف	انہوںؑ نے رخ کیا	اور جب

عَلَيْهِ	وَجَدَ	مَآءَ مَدْيَنَ	وَرَدَ	وَلَمَّا	سَوَآءَ السَّبِيْلِ ㉒
اس پر	تو انہوںؑ نے پایا	مدین کے پانی پر	وہ پہنچے	اور جب	راستے کے درمیان (یعنی سیدھ) کی

امْرَاَتَيْنِ	مِنْ دُوْنِهِمُ	وَوَجَدَ	يَسْقُوْنَ ۡ	مِّنَ النَّاسِ	اُمَّةً
دو عورتوں کو	ان لوگوں کے علاوہ	اور انہوںؑ نے پایا	جو پانی پلاتی ہے	لوگوں میں سے	ایک جماعت کو

لَا نَسْقِىْ	قَالَتَا	مَا خَطْبُكُمَا ۭ	قَالَ	تَذُوْدٰنِ ۚ
ہم پانی نہیں پلاتے	ان دونوں نے کہا	تم دونوں کا کیا حال (یعنی مسئلہ) ہے	تو انہوں نے کہا	روکتے ہوئے (اپنے مویشی کو)

حَتّٰی	یُصۡدِرَ	الرِّعَآءُ ۫سکتۃ	وَ اَبُوۡنَا	شَیۡخٌ کَبِیۡرٌ ﴿۲۳﴾	فَسَقٰی	لَھُمَا 1444	ثُمَّ تَوَلّٰۤی
یہاں تک کہ	واپس لے جائیں	چرواہے	اور ہمارے والد	بڑے بوڑھے ہیں	توانہوںؑ نے پانی پلایا	ان دونوں کیلئے	پھر وہ پھر گئے

اِلَی الظِّلِّ	فَقَالَ	رَبِّ	اِنِّیۡ	لِمَاۤ	اَنۡزَلۡتَ	اِلَیَّ	مِنۡ خَیۡرٍ	فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾
سائے کی طرف	توانہوں نے کہا	اے میرے رب	بیشک میں	اس کے لئے جو	تواتارے	میری طرف	کوئی بھی بھلائی	محتاج ہوں

نوٹ۔1

اُس زمانہ میں مدین فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور وہ لوگ مصری اثر واقتدار سے بالکل آزاد تھے۔اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کا رخ کیا تھا کیونکہ قریب ترین آزاد آباد علاقہ وہی تھا۔لیکن وہاں جانے کے لئے ان کو گزرنا بہرحال مصر کے مقبوضہ علاقوں ہی سے تھا اور مصر کی پولیس اور فوجی چوکیوں سے بچ کر نکلنا تھا۔اسی لئے انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے ایسے راستے پر ڈال دے جس سے میں صحیح وسلامت مدین پہنچ جاؤ۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر(25 تا 28)

ترجمہ

فَجَآءَتۡہُ	اِحۡدٰىہُمَا	تَمۡشِیۡ	عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ ۫	قَالَتۡ	اِنَّ اَبِیۡ
پھرآئی ان کے پاس	ان دونوں کی ایک	چلتی ہوئی	شرم سے	اس نے کہا	بیشک میرے والد
یَدۡعُوۡکَ	لِیَجۡزِیَکَ	اَجۡرَ مَا	سَقَیۡتَ	لَنَا ؕ	فَلَمَّا
بلاتے ہیں آپؑ کو	تاکہ وہ بدلے میں دےں آپؑ کو	اس کی اجرت جو	آپ نے پانی پلایا	ہمارے لئے	پھر جب

جَآءَہٗ	وَ قَصَّ عَلَیۡہِ	الۡقَصَصَ ۙ	قَالَ	لَا تَخَفۡ ٝ قف	
وہ (موسیٰؑ) آئے اس کے (والد) کے پاس	اور انہوںؑ نے بیان کیا اس سے	سارا قصہ	تو اس نے کہا	آپؑ خوف مت کریں	
نَجَوۡتَ	مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵﴾	قَالَتۡ	اِحۡدٰىہُمَا	یٰۤاَبَتِ	
آپؑ نے نجات پائی	اس ظالم قوم سے	کہا	ان دونوں کی ایک نے	اے میرے والد	
اسۡتَاۡجِرۡہُ ۫	اِنَّ	خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ	الۡقَوِیُّ	الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾	
آپ مزدوری پر رکھیں انؑ کو	بیشک	جس کو آپ مزدوری پر رکھیں اس کا بہتر وہ ہے جو	قوی ہے	امین ہے	

قَالَ	اِنِّیۡۤ	اُرِیۡدُ	اَنۡ اُنۡکِحَکَ	اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ ہٰتَیۡنِ	عَلٰۤی اَنۡ
اس نے (والد) کہا	بیشک میں	ارادہ کرتا ہوں	کہ میں آپؑ کے نکاح میں دوں	اپنی ان دو بیٹیوں کی ایک کو	اس پر کہ
تَاۡجُرَنِیۡ	ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ	فَاِنۡ	اَتۡمَمۡتَ	عَشۡرًا	فَمِنۡ عِنۡدِکَ ۚ
آپؑ مزدوری کریں میری	آٹھ سال	پھر اگر	آپؑ پورا کریں	دس (سال)	تو وہ آپؑ کی طرف سے ہے
وَ مَاۤ اُرِیۡدُ	اَنۡ اَشُقَّ	عَلَیۡکَ ؕ	سَتَجِدُنِیۡۤ	اِنۡ شَآءَ	اللّٰہُ
اور میں نہیں چاہتا	کہ میں سختی کروں	آپؑ پر	آپؑ پائیں گے مجھ کو	اگر چاہا	اللہ نے
مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۷﴾	قَالَ	ذٰلِکَ	بَیۡنِیۡ	وَ بَیۡنَکَ ؕ	اَیَّمَا الۡاَجَلَیۡنِ
نیک لوگوں میں سے	(موسیٰؑ نے) کہا	یہ	میرے درمیان	اور تیرے درمیان (طے) ہے	دونوں مدتوں کی کوئی سی جو

قَضَیْتُ	فَلَا عُدْوَانَ	عَلَیَّ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰی مَا	نَقُوْلُ	وَکِیْلٌ ﴿۲۸﴾
میں نے پوری کی	تو کسی قسم کی کوئی بھی زیادتی نہیں ہے	مجھ پر	اور اللہ	اس پر جو	ہم کہتے ہیں	نگران ہے

1444

نوٹ۔1

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بزرگ (لڑکیوں کے والد) حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ایک حدیث میں ہے کہ جب حضرت سلیم بن سعد غزی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف سے ایلچی بن کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا شعیب علیہ السلام کے قومی آدمی کو اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال والے کو مرحبا ہو کہ تمہیں ہدایت کی گئی۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔کوئی کہتا ہے کہ وہ قوم شعیب علیہ السلام کے ایک مومن مرد تھے۔بعض کا قول ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے بہت پہلے کا ہے۔یہ بات بھی خیال میں رہے کہ اگر یہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام ہی ہوتے تو قرآن میں اس موقع پر ان کا نام صاف لے دیا دیا جاتا۔(ابن کثیرؒ)

اوپر جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے والد شعیب علیہ السلام کی قوم کے ایک فرد تھے، خواہ رشتہ دار یاں غیر رشتہ دار، لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ وہ شعیب علیہ السلام ہی تھے۔

نوٹ۔2

آیت۔27۔28۔میں لڑکی کے والد اور موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کو نکاح کا ایجاب وقبول سمجھ لیا گیا ہے اور یہ بحث چھیڑ دی ہے کہ کیا باپ کی خدمت بیٹی کے نکاح کا مہر قرار پا سکتی ہے۔حالانکہ آیات کی عبارت سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ عقد نکاح نہ تھا بلکہ ابتدائی بات چیت تھی جو نکاح سے پہلے تجویز نکاح کے سلسلے میں عام طور پر ہوا کرتی ہے۔آخر یہ نکاح کا ایجاب وقبول کیسے ہو سکتا ہے جب کہ یہ تعین بھی اس میں نہ کیا گیا تھا کہ دونوں میں سے کون سی لڑکی نکاح میں دی جا رہی ہے۔یہ ایک تجویز تھی جو موسیٰ علیہ السلام نے قبول کر لی۔ظاہر ہے کہ یہ ایک معاہدے کی صورت تھی جو نکاح سے پہلے فریقین میں طے ہوئی تھی۔اس کے بعد اصل نکاح قاعدے کے مطابق ہوا ہوگا اور اس میں مہر بھی باندھا گیا ہوگا۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (29 تا 35)

ج ذ و

(ن) جَذْوًا — سیدھا کھڑا رہنا۔اپنی حالت پر قائم رہنا۔

جَذْوَۃٌ — دہکتا ہوا انگارہ۔زیر مطالعہ آیت۔29

ش ط ء

(ف) شَطْأً — کنارے یا ساحل پر چلنا۔کھیتی میں بالی آنا۔خوشہ نکلنا۔

شَطْأٌ — اسم ذات ہے کنارہ، بالی۔خوشہ۔﴿ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ ﴾ (48/الفتح:29)''کسی کھیتی کی مانند جس نے نکالا اپنا خوشہ''

شَاطِیٌٔ — سمندر کا ساحل۔دریا کا کنارہ۔زیر مطالعہ آیت۔۳۰۔

ب ق ع

بَقَعًا — پرندے یا کسی چیز کا مختلف رنگ والا ہونا۔

بُقْعَۃٌ — قطعہ زمین۔زیر مطالعہ آیت۔۳۰

ف ص ح

(ک) فَصَاحَۃٌ — مراد کو ظاہر کرنا۔خوش بیان ہونا۔فصیح ہونا۔

اَفْصَحُ — افعل تفضیل ہے۔ زیادہ فصیح۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۴

ر	د	ء

(ف) رَدَاً — کسی کی مدد کرنا۔

رِدْءٌ — اسم ذات ہے۔ مدد۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۴۔

ترجمہ

فَلَمَّا	قَضٰى مُوْسَى	الْاَجَلَ	وَسَارَ	بِاَهْلِهٖٓ	اٰنَسَ
پھر جب	پورا کیا موسیٰؑ نے	اُس مدت کو	اور وہ چلے	اپنے گھر والوں کے ساتھ	تو انہوںؑ نے دیکھا

مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ	نَارًا ۚ	قَالَ	لِاَهْلِهِ	امْكُثُوْٓا	اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ	نَارًا
کوہِ طور کی طرف	ایک آگ	انہوںؑ نے کہا	اپنے گھر والوں سے	تم لوگ ٹھہرو	بیشک میں نے دیکھی	ایک آگ

لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ	مِّنْهَا	بِخَبَرٍ	اَوْ جَذْوَةٍ	مِّنَ النَّارِ	لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
شاید میں لاؤں تمہارے پاس	اس سے	کوئی خبر	یا ایک انگارہ	آگ میں سے	شاید تم لوگ آگ تاپو

فَلَمَّآ	اَتٰىهَا	نُوْدِيَ	مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ	فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ
پھر جب	وہ پہنچے اس کے پاس	تو ندا دی گئی	وادی کے داہنے کنارے سے	برکت دیئے ہوئے اُس قطعہ زمین میں

مِنَ الشَّجَرَةِ	اَنْ يّٰمُوْسٰٓى	اِنِّيْٓ	اَنَا اللّٰهُ	رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ ۙ
اُس درخت سے	کہ اے موسیٰؑ	بیشک میں	ہی اللہ ہوں	تمام جہانوں کا رب ہوں

وَاَنْ	اَلْقِ	عَصَاكَ ۭ	فَلَمَّا	رَاٰهَا	تَهْتَزُّ	كَاَنَّهَا	جَاۗنٌّ
اور یہ کہ	آپؑ ڈال دیں	اپنی لاٹھی کو	پھر جب	انہوںؑ نے دیکھا اس کو	ہلتے ہوئے	جیسے کہ وہ	کوئی سانپ ہے

وَّلّٰى	مُدْبِرًا	وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ	يٰمُوْسٰٓى	اَقْبِلْ	وَلَا تَخَفْ ۣ	اِنَّكَ
تو وہ پلٹے	پیٹھ پھیرنے والا ہوتے ہوئے	اور پیچھے ہوئے ہی نہیں	اے موسیٰؑ	آپؑ سامنے آئیں	اور مت ڈریں	بیشک آپؑ

مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾	اُسْلُكْ	يَدَكَ	فِيْ جَيْبِكَ	تَخْرُجْ	بَيْضَاۗءَ
امن میں ہونے والوں میں سے ہیں	آپؑ ڈال دیں	اپنا ہاتھ	اپنے گریبان میں	تو وہ نکلے گا	سفید ہوتے ہوئے

مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ	وَّاضْمُمْ	اِلَيْكَ	جَنَاحَكَ	مِنَ الرَّهْبِ
کسی برائی (بیماری) کے بغیر	اور آپؑ ملائیں	اپنی طرف	اپنے پہلو کو	خوف سے (یعنی خوف کی صورت میں)

فَذٰنِكَ	بُرْهَانٰنِ	مِنْ رَّبِّكَ	اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ	اِنَّهُمْ كَانُوْا
تو یہ	دو روشن دلیلیں ہیں	آپؑ کے رب (کی جانب) سے	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	بیشک وہ سب ہیں

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾	قَالَ	رَبِّ	اِنِّىْ قَتَلْتُ	مِنْهُمْ	نَفْسًا
ایک نافرمانی کرنے والی قوم	(موسیٰؑ نے) کہا	اے میرے رب	بیشک میں نے قتل کیا	ان میں سے	ایک جان (شخص) کو

فَاَخَافُ	اَنۡ يَّقۡتُلُوۡنِ ۳۳	وَاَخِيۡ هٰرُوۡنُ	هُوَ اَفۡصَحُ	مِنِّيۡ	1444 لِسَانًا
تو میں ڈرتا ہوں	کہ وہ قتل کریں گے مجھ کو	اور میرا بھائی ہارون	وہ زیادہ فصیح ہے	مجھ سے	بلحاظ زبان کے
فَاَرۡسِلۡهُ	مَعِيَ	رِدۡاً	يُّصَدِّقُنِيۡۤ	اِنِّيۡۤ اَخَافُ	اَنۡ يُّكَذِّبُوۡنِ ۳۴
پس تو بھیج اس کو	میرے ساتھ	بطور مدد کے	وہ تصدیق کرے گا میری	بیشک میں ڈرتا ہوں	کہ وہ جھٹلائیں گے مجھ کو
قَالَ	سَنَشُدُّ	عَضُدَكَ	بِاَخِيۡكَ	وَنَجۡعَلُ	لَكُمَا
(اللہ نے) کہا	میں مضبوط کروں گا	آپؑ کے دست و بازو کو	آپؑ کے بھائی سے	اور ہم بنائیں گے	آپ دونوں کے لئے

سُلۡطٰنًا	فَلَا يَصِلُوۡنَ	اِلَيۡكُمَا ۚ	بِاٰيٰتِنَا ۚ
ایک قوت	تو وہ لوگ نہیں پہنچ سکیں گے	آپؑ دونوں تک	ہماری نشانیوں کے سبب سے
اَنۡتُمَا	وَمَنِ	اتَّبَعَكُمَا	الۡغٰلِبُوۡنَ ۳۵
آپؑ دونوں	اور وہ جنہوں نے	پیروی کی آپؑ دونوں کی	غالب ہونے والے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔32۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ ہدایت ہے کہ جب کبھی کوئی خطرناک موقع ایسا آئے جس سے تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا اور رعب و دہشت کی کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہ رہے گی۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہ تدبیر اس لئے بتائی گئی کہ وہ ایک ظالم حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی لاؤ لشکر اور دنیوی ساز و سامان کے بغیر بھیجے جا رہے تھے۔ بار بار ایسے مواقع پیش آنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی ایسی صورت پیش آئے تم بس یہ عمل کر لیا کرو۔ فرعون اپنی پوری سلطنت کا زور لگا کر بھی تمہارے دل کی طاقت کو متزلزل نہ کر سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

ہارون علیہ السلام کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی اور ان کو یہ اطمنان بھی دلا دیا کہ فرعونی تم پر دست درازی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ فرعون اور اس کے اعیان تمام سطوت و طاقت کے باوجود ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس کا بڑا سبب جو تورات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فرعون اور اس کے اعیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا آدمی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کو یقین تھا کہ وہ سچے ہیں، لیکن ان کی دعوت چونکہ ان کے مفاد کے خلاف تھی اس لئے اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ تاہم وہ جانتے تھے کہ اگر ہم نے ان کو کوئی گزند پہنچایا تو ہماری خیر نہیں ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے ان کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کی۔ مصر پر جب کوئی آفت آتی تو وہ موسیٰ علیہ السلام سے ہی درخواست کرتے کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ یہ آفت ٹل جائے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (36 تا 42)

ق ب ح

(ک) قَبَاحَةً — بدنما ہونا۔ بدصورت ہونا۔ اس باب سے کوئی لفظ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔

(ف) قَبۡحًا — کسی خیر اور بھلائی سے دور کرنا۔

مَقۡبُوۡحٌ — اسم المفعول ہے۔ خیر سے دور کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۲۔

ترجمہ

فَلَمَّا	جَآءَهُمْ	مُّوْسٰی	بِاٰیٰتِنَا	بَیِّنٰتٍ	قَالُوْا
پھر جب	آئے ان کے پاس	موسیٰؑ	ہماری نشانیوں کے ساتھ	واضح ہوتے ہوئے	تو ان لوگوں نے کہا

مَا هٰذَآ	اِلَّا سِحْرٌ	مُّفْتَرًى	وَّمَا سَمِعْنَا	بِهٰذَا	فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۶﴾
نہیں ہے یہ	مگر ایک جادو	گھڑا ہوا	اور ہم نے نہیں سنا	اس کو	اپنے اگلے آباؤاجداد کے قصوں میں

وَقَالَ	مُوْسٰی	رَبِّیْٓ	اَعْلَمُ	بِمَنْ	جَآءَ بِالْهُدٰی	مِنْ عِنْدِهٖ
اور کہا	موسیٰؑ نے	میرا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	ہدایت لایا	اس کے پاس سے

وَمَنْ	تَكُوْنُ	لَهٗ	عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ	اِنَّهٗ	لَا یُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾
اور اس کو (بھی)	ہوگا	جس کے لئے	اس (آخری) گھر کا انجام	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے لوگ

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	یٰٓاَیُّهَا الْمَلَاُ	مَا عَلِمْتُ	لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَیْرِیْ ۚ
اور کہا	فرعون نے	اے سرداروں	میں نے نہیں جانا	تمہارے لئے	کوئی بھی اِلٰہ	میرے علاوہ

فَاَوْقِدْ	لِیْ	یٰهَامٰنُ	عَلَى الطِّیْنِ	فَاجْعَلْ لِّیْ	صَرْحًا	لَّعَلِّیْٓ
پس تو آگ بھڑکا	میرے لئے	اے ہامان	گارے پر	پھر تو بنا میرے لئے	شائد کہ میں	ایک بلند عمارت

اَطَّلِعُ	اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰی ۙ	وَاِنِّیْ	لَاَظُنُّهٗ	مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳۸﴾	وَاسْتَكْبَرَ
جھانکوں	موسیٰؑ کے الٰہ کی طرف	اور بیشک میں	یقیناً گمان کرتا ہوں اس کو	جھوٹ کہنے والوں میں سے	اور بڑے بنے

هُوَ	وَجُنُوْدُهٗ	فِی الْاَرْضِ	بِغَیْرِ الْحَقِّ	وَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ
وہ	اور اس کے لشکر	زمین میں	حق کے بغیر	اور انہوں نے گمان کیا	کہ وہ لوگ

اِلَیْنَا	لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾	فَاَخَذْنٰهُ	وَجُنُوْدَهٗ	فَنَبَذْنٰهُمْ	فِی الْیَمِّ ۚ
ہماری طرف	لوٹائے نہیں جائیں گے	پھر ہم نے پکڑا اس کو	اور اس کے لشکروں کو	پھر ہم نے پھینکا ان سب کو	پانی میں

فَانْظُرْ	كَیْفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾	وَجَعَلْنٰهُمْ	اَئِمَّةً
تو آپ دیکھ لیں	کیسا تھا	ظلم کرنے والوں کا انجام	اور ہم نے بنایا ان کو	ایسے پیشوا

یَّدْعُوْنَ	اِلَى النَّارِ ۚ	وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ	لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾	وَاَتْبَعْنٰهُمْ
جو بلاتے ہیں	آگ کی طرف	اور قیامت کے دن	ان کی مدد نہیں کی جائے گی	اور ہم نے ان کے پیچھے لگا دیا

فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا	لَعْنَةً ۚ	وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ	هُمْ	مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ ع
اس دنیا میں	ایک لعنت	اور قیامت کے دن	وہ لوگ	خیر سے دور کئے ہوؤں میں سے ہیں

نوٹ۔1

فرعون نے بہت اونچا محل تیار کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے وزیر ہامان کو اس کی تیاری کے لئے پہلے یہ حکم دیا کہ مٹی کی اینٹوں کو پکا کر پختہ کیا جائے کیونکہ کچی اینٹوں پر کوئی اونچی بنیاد قائم نہیں ہوسکتی۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ فرعون کے اس واقعہ سے پہلے پختہ اینٹوں کی تعمیر کا رواج نہیں تھا۔ سب سے پہلے فرعون نے یہ ایجاد کرائی۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (43تا46)

ترکیب

(آیت۔43)۔بَصَآئِرَ۔ھُدًی۔رَحْمَةً۔یہ سب حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں لیکن یہ اَلْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی کی ہلاکت کا حال نہیں ہیں بلکہ اَلْکِتٰبَ یعنی تورات کا حال ہیں۔(آیت۔44) بِجَانِبِ میں بِ دراصل ما نافیہ کی خبر پر آنے والا حرف جار ہے۔اس لئے کے کوئی معنی نہیں لئے جائیں گے۔(آیت۔46) رَحْمَةً کو قرآن کا حال ماننا بہتر ہے۔ یہاں قرآن لفظاً مذکور نہیں لیکن آیت۔43۔ سے یہاں تک استدلال یہ ہے کہ موسٰی علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ موجود نہیں تھے اور نہ مکہ میں کوئی جید عالم موجود تھا، پھر قرآن موسٰی علیہ السلام کے ٹھیک ٹھیک حالات کیسے بیان کر رہا ہے۔اس طرح یہاں قرآن کا ذکر معنیً موجود ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ رَحْمَةً کو کسی فعل محذوف کا مفعول لَهٗ ماننے کے بجائے قرآن کا حال مانا جائے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	مِنْۢ بَعْدِ مَآ	اَهْلَكْنَا
اور بیشک ہم دے چکے ہیں	موسیٰؑ کو	کتاب (یعنی تورات)	اس کے بعد کہ جو	ہم نے ہلاک کیا

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى	بَصَآئِرَ	لِلنَّاسِ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةً
پہلی قوموں کو	سمجھ میں آنے والی دلیلیں ہوتے ہوئے	لوگوں کے لئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے

لَّعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿43﴾	وَمَا كُنْتَ	بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ	اِذْ قَضَيْنَآ	اِلٰى مُوْسَى
شاید وہ لوگ	یاددہانی حاصل کریں	اور آپ نہیں تھے	مغربی (حصے) کی جانب	جب ہم نے فیصلہ کیا	موسیٰؑ کی طرف

الْاَمْرَ	وَمَا كُنْتَ	مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿44﴾	وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا	قُرُوْنًا	فَتَطَاوَلَ
اُس حکم کا	اور آپ نہیں تھے	موقعہ پر موجود ہونے والوں میں سے	اور لیکن ہم نے اٹھائیں	کچھ قومیں	پھر لمبائی ظاہر کی

عَلَيْهِمُ	الْعُمُرُ ۚ	وَمَا كُنْتَ	ثَاوِيًا	فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ	تَتْلُوْا
ان پر	عمر نے	اور آپؐ نہیں تھے	قیام کرنے والے	مدین والوں میں	تلاوت کرتے ہوئے

عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِنَا ۙ	وَلٰكِنَّا كُنَّا	مُرْسِلِيْنَ ﴿45﴾	وَمَا كُنْتَ	بِجَانِبِ الطُّوْرِ
ان پر	ہماری آیتوں کو	اور لیکن ہم ہی ہیں	بھیجنے والے	اور آپؐ نہیں تھے	طور کی جانب

اِذْ نَادَيْنَا	وَلٰكِنْ	رَّحْمَةً	مِّنْ رَّبِّكَ	لِتُنْذِرَ	قَوْمًا
جب ہم نے ندادی	اور لیکن	(یہ کتاب ہے) رحمت ہوتے ہوئے	آپؐ کے رب (کی طرف)	تاکہ آپؐ خبردار کریں	ایک ایسی قوم کو

مَّآ اَتٰىهُمْ	مِّنْ نَّذِيْرٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿46﴾
نہیں آیا جن کے پاس	کوئی خبردار کرنے والا	آپؐ سے پہلے	شاید یہ لوگ	یاددہانی حاصل کریں

نوٹ۔1

آیت۔۴۳ میں ایک لطیف بات یہ ہے کہ فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد والی امتیں اس طرح آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں ہوئیں۔ چنانچہ تورات کے نازل ہونے کے بعد کسی قوم کو آسمان کے یا زمین کے عام عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا سوائے اس بستی کے

چند مجرموں کے جنہوں نے ہفتے کے دن شکار کھیلا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بندر بنا دیا تھا۔ یہ واقعہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام 1444 کے بعد کا ہے جیسے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اپنے قول کی شہادت میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک مرفوع حدیث میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی قوم کو آسمانی یا زمینی عذاب سے ہلاک نہیں کیا۔ ایسے عذاب جتنے آئے ان سے پہلے ہی پہلے آئے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ۔2

آیت 44۔46۔ میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کی دلیل دیتا ہے کہ ایک وہ شخص جس نے ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو، جو اگلی کتابوں سے ناآشنا ہو۔ جس کی قوم علمی مشاغل سے اور گزشتہ تاریخ سے بالکل بے خبر ہو۔ وہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بالکل ٹھیک گزشتہ واقعات کو اس طرح بیان کرے جیسے کہ اس کے اپنے چشم دید ہوں، کیا یہ اس امر کی دلیل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وحی کے ذریعہ سے انہیں وہ تمام باتیں بتاتا ہے۔ (ابن کثیرؒ)

یہ امر ملحوظ رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت جس تفصیل اور صحت کے ساتھ قرآن میں بیان ہوئی ہے اس تفصیل و صحت کے ساتھ تورات میں بیان نہیں ہوئی۔ اگر آپ سرگزشت کے اتنے ہی حصہ کو لے کر جتنی اس سورہ میں بیان ہوئی ہے، تورات کے بیان سے اس کا موازنہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ قرآن کے بیان کے مقابلہ میں تورات کا بیان بے ربط ہے اور ان تمام ضروری اجزاء سے خالی ہے جو اس سرگزشت کی اصل روح ہیں۔ اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قرآن اور تورات دونوں کے بیانات کا مقابلہ کر کے دکھاتا کہ تورات میں سرگزشت کے اصل اجزاء یا تو غائب ہیں یا مسخ شدہ ہیں۔ برعکس اس کے قرآن نے واقعہ کے تمام فطری اجزاء ایسے منطقی ربط و تسلسل کے ساتھ پیش کئے ہیں کہ ان کی موعظت و حکمت دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (47تا50)

ترجمہ

وَلَوْلَآ اَنْ	تُصِيْبَهُمْ	مُّصِيْبَةٌ	بِمَا
اور اگر نہ ہوتا کہ (ہم نذیر نہ بھیجتے) پھر	آن لگتی ان کو	کوئی آ لگنے والی (آفت)	بسبب اس کے جو

قَدَّمَتْ	اَيْدِيْهِمْ	فَيَقُوْلُوْا	رَبَّنَا	لَوْلَآ	اَرْسَلْتَ	اِلَيْنَا	رَسُوْلًا
آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں نے	تو وہ لوگ کہتے	اے ہمارے رب	کیوں نہیں	تو نے بھیجا	ہماری طرف	کوئی رسول

فَنَتَّبِعَ	اٰيٰتِكَ	وَنَكُوْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٧	فَلَمَّا	جَآءَهُمُ	الْحَقُّ
نتیجۃً ہم پیروی کرتے	تیری آیتوں کی	اور ہم ہوجاتے	ایمان لانے والوں میں سے	تو جب	آیا ان کے پاس	حق (قرآن)

مِنْ عِنْدِنَا	قَالُوْا	لَوْلَآ	اُوْتِيَ	مِثْلَ مَآ	اُوْتِيَ	مُوْسٰى ۭ
ہمارے پاس سے	تو انہوں نے کہا	کیوں نہیں	ان (رسول) کو دیا گیا	اس کے جیسا جو	دیا گیا	موسیٰؑ کو

اَوَ	لَمْ يَكْفُرُوْا	بِمَآ	اُوْتِيَ	مُوْسٰى	مِنْ قَبْلُ ۚ	قَالُوْا
اور کیا	انہوں نے انکار نہیں کیا	اس کا جو	دیا گیا	موسیٰؑ کو	اس سے پہلے	انہوں نے کہا

سِحْرٰنِ	تَظٰهَرَا ۣ	وَقَالُوْٓا	اِنَّا	بِكُلٍّ	كٰفِرُوْنَ ۝٤٨
(یہ کتابیں) دو جادو ہیں	دونوں باہم مددگار ہوئیں	اور انہوں نے کہا	کہ ہم	سب کا	انکار کرنے والے ہیں

قُلْ	فَاْتُوْا	بِكِتٰبٍ	مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ	هُوَ	1444 اَهْدٰى
آپؐ کہیے	تو تم لوگ لاؤ	کوئی ایسی کتاب	اللہ کے پاس سے	جو	زیادہ ہدایت والی ہے

مِنْهُمَآ	اَتَّبِعْهُ	اِنْ كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۝۴۹	فَاِنْ	لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا
ان دونوں (کتابوں) سے	تو میں پیروی کروں گا اس کی	اگر تم لوگ	سچ کہنے والے ہو	پھر اگر	وہ لوگ جواب نہ دیں

لَكَ	فَاعْلَمْ	اَنَّمَا	يَتَّبِعُوْنَ	اَهْوَآءَهُمْ ؕ	وَمَنْ
آپؐ کو	تو آپؐ جان لیں	کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ لوگ پیروی کرتے ہیں	اپنی خواہشات کی	اور کون

اَضَلُّ	مِمَّنِ	اتَّبَعَ	هَوٰىهُ	بِغَيْرِ هُدًى	مِّنَ اللّٰهِ ؕ
زیادہ گمراہ ہونے والا ہے	اس سے جس نے	پیروی کی	اپنی خواہش کی	کسی ہدایت کے بغیر	اللہ (کی طرف) سے

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَهْدِى	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ ع
بیشک اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والی قوم کو

نوٹ۔1 اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ کا مطلب یہ ہے کہ ان معجزوں کے باوجود موسیٰ علیہ السلام پر ہی تم (یعنی قریش مکہ) کب ایمان لائے تھے کہ اب محمد ﷺ سے ان کا مطالبہ کر رہے ہو۔ تم خود کہتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزے دیئے گئے تھے، مگر پھر بھی ان کو نبی مان کر ان کی پیروی تم نے کبھی قبول نہیں کی۔ سورہ سبا کی آیت ۳۱۔ میں بھی کفار مکہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ''نہ ہم اس قرآن کو مانیں گے نہ ان کتابوں کو جو اس سے پہلے آئی ہوئی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ2: سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا میں سِحْرٰنِ خبر ہے۔ اس سے پہلے اس کا مبتداء محذوف ہے۔ کچھ مفسرین نے اس سے پہلے هٰذٰنِ الرَّجُلَانِ (یہ دو مرد یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام) کو محذوف مانا ہے اور سِحْرٰنِ (دو جادو) کو سَاحِرَانِ (دو جادوگر) کے معنی میں لیا ہے۔ اس طرح یہ فرعونیوں کا قول قرار پاتا ہے۔ جب کہ کچھ مفسرین نے سِحْرٰنِ سے پہلے هٰذٰنِ الْكِتَابَانِ (یہ دو کتابیں یعنی تورات اور قرآن) کو محذوف مانا ہے۔ ایسی صورت میں سِحْرٰنِ (دو جادو) کے معنی میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ قریش مکہ کا قول قرار پاتا ہے۔ ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے کیونکہ اگلی آیت میں فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ سے اس رائے کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

آیت نمبر (51 تا 56)

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا	لَهُمُ	الْقَوْلَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۱ ؕ
اور بیشک ہم بتدریج پہنچاتے رہے ہیں	ان لوگوں کے لئے	اس بات (وحی الٰہی) کو	شاید وہ	نصیحت پکڑیں

اَلَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِهٖ	هُمْ	بِهٖ	يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۲
وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	اس (قرآن) سے پہلے	وہ	اس پر	ایمان لاتے ہیں

وَاِذَا	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	بِهٖٓ	اِنَّهُ الْحَقُّ
اور جب	اس (قرآن) کو پڑھا جاتا ہے	ان پر	تو وہ کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اس پر	یقیناً یہی حق ہے

مِنْ رَّبِّنَآ	اِنَّا كُنَّا	مِنْ قَبْلِهٖ	مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾	1444 اُولٰٓئِكَ
ہمارے رب (کی طرف) سے	بیشک ہم تھے	اس (قرآن) سے پہلے (ہی)	فرمانبرداری کرنے والے	یہ لوگ ہیں

يُؤْتَوْنَ	اَجْرَهُمْ	مَّرَّتَيْنِ	بِمَا	صَبَرُوْا	وَيَدْرَءُوْنَ	بِالْحَسَنَةِ	السَّيِّئَةَ
جن کو دیا جائے گا	ان کا اجر	دو مرتبہ	بسبب اس کے جو	وہ ثابت قدم رہے	اور وہ لوگ ہٹاتے ہیں	بھلائی سے	برائی کو

وَمِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾	وَاِذَا سَمِعُوا	اللَّغْوَ	اَعْرَضُوْا
اور اس سے جو	ہم نے دیا ان کو	وہ لوگ خرچ کرتے ہیں	اور جب وہ سنتے ہیں	بے سود بات	تو وہ اعراض کرتے ہیں

عَنْهُ	وَقَالُوْا	لَنَآ	اَعْمَالُنَا	وَلَكُمْ	اَعْمَالُكُمْ ۡ	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ ۡ
اس سے	اور کہتے ہیں	ہمارے لئے ہیں	ہمارے اعمال	اور تمہارے لئے ہیں	تمہارے اعمال	سلامتی ہو	تم لوگوں پر

لَا نَبْتَغِي	الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾	اِنَّكَ	لَا تَهْدِيْ	مَنْ	اَحْبَبْتَ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ہم نہیں چاہتے	جاہلوں کو	بیشک آپؐ	ہدایت نہیں دیتے	اسے جس کو	آپؐ چاہیں	اور لیکن

يَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ ۚ	وَهُوَ	اَعْلَمُ	بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾
ہدایت دیتا ہے	اسے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ہدایت پانے والوں کو

نوٹ۔1

آیت 52۔کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ یہ اشارہ دراصل اس واقعہ کی طرف ہے جو اس سورہ کے نزول کے زمانے میں پیش آیا تھا اور اس سے اہل مکہ کو شرم دلانی مقصود ہے کہ تم اپنے گھر آئی ہوئی نعمت کو ٹھکرا رہے ہو حالانکہ دور دور کے لوگ اس کی خبر سن کر آ رہے ہیں اور اس قدر پہچان کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہجرت حبشہ کے بعد جب وہاں پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی خبر پھیلی تو وہاں سے تقریباً بیس عیسائیوں کا ایک وفد تحقیق حال کے لئے مکہ آیا اور خانہ کعبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ قریش کے بہت سے لوگ بھی یہ ماجرا دیکھ کر گرد و پیش کھڑے ہو گئے۔ وفد کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوالات کئے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی آیات ان کے سامنے پڑھیں قرآن سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے اس کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو ابوجہل اور اس کے چند ساتھیوں نے انہیں سخت ملامت کی اور برا بھلا کہا۔ وفد نے انہیں جو جواب دیا وہ آیت۔55 میں درج ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔53۔میں وفد کے لوگوں کا قول ہے کہ ہم تو پہلے ہی سے مسلم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی ہم انبیاء اور کتب آسمانی کے ماننے والے تھے اس لئے اسلام کے سوا ہمارا کوئی اور دین نہ تھا اور اب جو نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب لے کر آئے ہیں انہیں بھی ہم نے مان لیا لہٰذا درحقیقت ہمارے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے بلکہ جیسے ہم پہلے مسلمان تھے ویسے ہی اب بھی مسلمان ہیں۔ یہ قول اس بات کی صراحت کر دیتا ہے کہ اسلام صرف اس دین کا نام نہیں ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں اور مسلم کی اصطلاح کا اطلاق محض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ سے تمام انبیاء کا دین یہی اسلام تھا اور ہر زمانہ میں ان

1444

سب کے پیرو مسلمان ہی تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن صرف اسی ایک مقام پر نہیں بلکہ بیسیوں مقامات پر اس اصولی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ کہ اصل دین صرف اسلام (اللہ کی فرمانبرداری) ہے اور خدا کی مخلوق کے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا دین ہو نہیں سکتا۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود بھی مسلم رہے اور وب سب متبعین جنہوں نے نبوت کے ذریعہ سے آئے ہوئے فرمانِ خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کیا، ہر زمانے میں مسلم ہی تھے۔ (تفہیم القرآن)

تفہیم القرآن میں اس مسئلہ پر خاصی تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور سند کے طور پر متعدد آیات نقل کی گئی ہیں۔ اسے یا تو تفہیم میں دیکھ لیں یا مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ قرآن مجید میں دیکھ لیں۔ البقرہ۔ 128۔ 131۔ تا 133، آل عمران۔ 19۔ 67۔ 85، المائدہ۔ 44۔ 111، یونس۔ 72۔ 84۔ 90، یوسف 101۔ النمل۔ 44، الزاریات۔ 36۔

آیت نمبر (57 تا 60)

ترکیب

(آیت۔ 57)۔ اَلْهُدٰى پر لام تعریف ہے۔ نُتَخَطَّفْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ (آیت۔ 58)۔ بَطِرَ کے ایک معنی ہیں نعمت پا کر بہک جانا۔ اترانا۔ اس معنی میں یہ لازم ہے جس کا مفعول نہیں آتا۔ آگے مَعِيْشَتَهَا میں مَعِيْشَةَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہاں بطرت اس معنی میں نہیں آیا ہے۔ جن مترجمین نے اسے اترانے ہی کے معنی میں لیا ہے۔ انہوں نے مَعِيْشَةَ سے پہلے حرف جار عَلٰى یا فِيْ کو محذوف مانا ہے اور ترجمہ کیا ہے جو بستیاں اترائیں اپنی معیشت پر یا میں، لیکن اس پر نصب کی موجودگی میں اس سے پہلے کسی حرف جر کو محذوف ماننے کی گنجائش نہیں بنتی۔ ایسے تراجم کو اردو محاورے میں مفہوم سمجھانے کی غرض سے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن گرائمر کے لحاظ سے اس کو درست ماننا مشکل ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ کی رائے ہے کہ یہ اصل میں بَطِرَتْ مَعِيْشَتُهَا ہے۔ فعل کی نسبت اس سے قطع کر کے بطور تمیز اسے منصوب کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے جیسے قرآن کے مبتدی طلباء کے لئے امام صاحب کی بات کو سمجھنا مشکل ہے۔ بَطِرَ کے دوسرے معنی ہیں نعمت کی ناشکری کرنا۔ ناقدری کرنا۔ اس معنی میں یہ متعدی ہے اور اب مَعِيْشَةَ کی نصب کی کوئی تاویل کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ استادِ محترم حافظ احمد یار صاحب مرحوم اور مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے اسی بنیاد پر کہا ہے کہ یہاں بَطِرَتْ کا استعمال كَفَرَتْ کے معنی میں ہوا ہے اور ہم نے بھی اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ (آیت۔ 59) مُهْلِكَ الْقُرٰى میں كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے مُهْلِكَ حالت نصب میں ہے اور واحد آیا ہے جبکہ آگے كُنَّا (جمع) کی خبر حالت نصب میں مُهْلِكِيْنَ تھی۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو مُهْلِكِي الْقُرٰى استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

وَقَالُوْٓا	اِنْ نَّتَّبِعِ	الْهُدٰى	مَعَكَ	نُتَخَطَّفْ
اورانہوں نے کہا	اگر ہم پیروی کریں گے	اس ہدایت کی	آپؐ کے ساتھ	تو ہم کو گھسیٹ کر لے جایا جائے گا

مِنْ اَرْضِنَا ؕ	اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ	لَّهُمْ	حَرَمًا اٰمِنًا	يُّجْبٰٓى	اِلَيْهِ
ہماری سرزمین سے	اور کیا ہم نے نہیں جمایا	ان کو	امن میں ہونے والے ایسے حرم میں	اکٹھا کئے جاتے ہیں	جس کی طرف

ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ	رِّزْقًا	مِّنْ لَّدُنَّا	وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٥٧
ہر چیز کے پھل	رزق ہوتے ہوئے	ہماری طرف سے	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَرْيَةٍۢ	بَطِرَتْ	مَعِيْشَتَهَا ۚ	فَتِلْكَ	مَسٰكِنُهُمْ
اور ہم نے ہلاک کیں کتنی ہی	ایسی بستیوں میں سے	جنہوں نے ناقدری کی	اپنی معیشت کی	تو یہ	ان کے مکانات ہیں

لَمْ تُسْكَنْ	مِّنْۢ بَعْدِهِمْ	اِلَّا قَلِيْلًا	وَكُنَّا نَحْنُ	الْوٰرِثِيْنَ ﴿٥٨﴾	1444 وَمَا كَانَ
ان کو آباد نہیں کیا گیا	ان کے بعد	مگر تھوڑے سے	اور ہم ہی ہیں	وارث بننے والے	اور نہیں ہے

رَبُّكَ	مُهْلِكَ الْقُرٰى	حَتّٰى	يَبْعَثَ	فِيْٓ اُمِّهَا	رَسُوْلًا
آپ کا رب	بستیوں کو ہلاک کرنے والا	یہاں تک کہ	وہ بھیج دے	ان (بستیوں) کے مرکز میں	ایک ایسا رسول

يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ	اٰيٰتِنَا	وَمَا كُنَّا	مُهْلِكِي الْقُرٰٓى	اِلَّا	وَ	اَهْلُهَا
جو پڑھ کر سنائے ان کو	ہماری آیتیں	اور ہم نہیں ہیں	بستیوں کو ہلاک کرنے والے	مگر	اس حال میں کہ	ان کے لوگ

ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾	وَمَآ	اُوْتِيْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ظلم کرنے والے ہوں	اور جو	تم لوگوں کو دی جاتی ہے	کوئی بھی چیز	تو (وہ) دنیوی زندگی کا سامان ہے

وَزِيْنَتُهَا	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	خَيْرٌ	وَّاَبْقٰى	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾
اور اس کی زینت ہے	اور جو	اللہ کے پاس ہے	(تو وہ) سب سے بہتر ہے	اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے

نوٹ۔1

قریش کو پورے ملک پر جو اقتدار حاصل تھا، وہ سمجھتے تھے کہ یہ ان کے دینِ شرک کی برکت سے ہوا ہے۔ مزید برآں انہوں نے پورے ملک پر اپنی مذہبی و سیاسی دھاک قائم رکھنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی تھی کہ تمام قبائل عرب کے اصنام خانہ کعبہ میں جمع کر دیئے تھے۔ اس طرح وہ سب کے امام و پیشوا بن گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب دعوتِ توحید بلند کی تو اس کے خلاف انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ اگر ہم اپنے دیوتاؤں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کے بن کر رہ جائیں تو تمام عرب ہمارا دشمن بن کر اٹھ کھڑا ہوگا اور اس ملک سے ہماری جڑ اکھڑ جائے گی۔ یہ بالکل وہی اعتراض ہے جو آج ہمارے لیڈر حضرات اسلامی نظام کے خلاف اٹھاتے ہیں کہ اگر ہم اسلامی نظام کو اختیار کر لیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی معیشت و معاشرت کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیں۔ یہی اعتراض فرعون اور اس کے اعیان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے خلاف بھی اٹھایا تھا کہ یہ شخص ہماری اعلیٰ تہذیب کو مٹانے کے درپے ہے۔(20/63) خدائی نظام کی مخالفت میں شیاطین کا سب سے زیادہ کارگر حربہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔
(تدبر قرآن)

آیت نمبر (61 تا 68)

ترجمہ

اَفَمَنْ	وَّعَدْنٰهُ	وَعْدًا حَسَنًا	فَهُوَ	لَاقِيْهِ	كَمَنْ
تو کیا وہ	ہم نے وعدہ کیا جس سے	ایک اچھا وعدہ	پھر وہ	ملاقات کرنے والا ہے اس (وعدے) سے	اس کے جیسا ہوگا

مَّتَّعْنٰهُ	مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	ثُمَّ هُوَ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾
ہم نے برتنے کے لئے دیا جس کو	دنیوی زندگی کا سامان	پھر وہ	قیامت کے دن	پیش کئے ہوؤں میں سے ہوگا

وَيَوْمَ	يُنَادِيْهِمْ	فَيَقُوْلُ	اَيْنَ	شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾
اور جس دن	وہ پکارے گا ان کو	پھر وہ کہے گا	کہاں ہیں	میرے وہ شریک جن پر	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے

قَالَ الَّذِيْنَ	حَقَّ	عَلَيْهِمُ	الْقَوْلُ	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ	اَغْوَيْنَا
وہ لوگ کہیں گے	ثابت ہوئی	جن پر	وہ بات (الزام)	اے ہمارے رب	یہ ہیں وہ لوگ جن کو	ہم نے گمراہ کیا

اَغْوَيْنٰهُمْ	كَمَا	غَوَيْنَا ۚ	تَبَرَّاْنَآ	اِلَيْكَ ۡ	مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾
ہم نے گمراہ کیا ان کو	اس طرح جیسے	ہم گمراہ ہوئے	ہم نے اظہار بیزاری کیا (ان سے)	تیری طرف	وہ لوگ صرف ہماری ہی بندگی نہیں کرتے تھے۔

وَقِيْلَ	ادْعُوْا	شُرَكَآءَكُمْ	فَدَعَوْهُمْ	فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَهُمْ
اور کہا جائے گا	تم لوگ پکارو	اپنے شریکوں کو	پھر وہ پکاریں گے ان کو	تو وہ جواب نہیں دیں گے	ان کو

وَرَاَوُا	الْعَذَابَ ۚ	لَوْ اَنَّهُمْ	كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾	وَيَوْمَ	يُنَادِيْهِمْ
اور وہ دیکھیں گے	عذاب کو	کاش کہ وہ لوگ	ہدایت پاتے ہوتے	اور جس دن	وہ پکارے گا ان کو

فَيَقُوْلُ	مَاذَآ اَجَبْتُمُ	الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾	فَعَمِيَتْ	عَلَيْهِمُ	الْاَنْۢبَآءُ
پھر وہ کہے گا	تم لوگوں نے کیا جواب دیا	بھیجے ہوؤں (رسولوں) کو	تو اندھی ہو جائیں گی	ان پر	خبریں

يَوْمَئِذٍ	فَهُمْ	لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾	فَاَمَّا	مَنْ	تَابَ	وَاٰمَنَ
اس دن	تو وہ لوگ	ایک دوسرے سے (بھی) نہیں پوچھیں گے	تو وہ جو ہے	جس نے	توبہ کی	اور ایمان لایا

وَعَمِلَ	صَالِحًا	فَعَسٰٓى اَنْ	يَّكُوْنَ	مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور اس نے عمل کئے	نیک	تو امید ہے کہ	وہ ہوگا	مراد پانے والوں میں سے

وَرَبُّكَ	يَخْلُقُ	مَا	يَشَآءُ	وَيَخْتَارُ ؕ	مَا كَانَ	لَهُمُ
اور آپ ﷺ کا رب	پیدا کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہوں	اور وہ چن لیتا ہے (جس کو چاہتا ہے)	نہیں ہے	ان لوگوں کے لئے

الْخِيَرَةُ ؕ	سُبْحٰنَ اللّٰهِ	وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
پسند کرنے کا اختیار	پاکیزگی اللہ کی ہے	اور وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شرک کرتے ہیں

نوٹ۔1

ایک شخص کیلئے دائمی عیش کا وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا اور دوسرے کے لئے چندروزہ عیش کے بعد گرفتاری کا وارنٹ اور دائمی جیل خانہ ہے، کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ایک شخص خواب میں دیکھے کہ میرے سر پر تاج شاہی رکھا ہے، خدام پرے باندھے کھڑے ہیں اور الوان نعمت دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں جن سے لذت اندوز ہو رہا ہوں۔ آنکھ کھلی تو دیکھا انسپکٹر پولیس گرفتاری کا وارنٹ اور ہتھکڑی بیڑی لئے کھڑا ہے پس وہ پکڑ کرلے گیا اور پیش ہو کر حبس دوام کی سزا مل گئی۔ بتلاؤ اسے وہ خواب کی بادشاہت اور پلاؤ قورمے کی لذت یاد آئے گی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

نوٹ۔2

آیت 63۔ میں یہ لطیف نکتہ قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سوال تو کرے گا شریک ٹھہرانے والوں سے مگر ان کے بولنے سے پہلے ہی جواب دینے لگیں گے وہ جن کو شریک ٹھہرایا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب عام مشرکین سے یہ سوال کیا جائے گا تو ان کے لیڈر محسوس کریں گے کہ اب ہماری شامت آ گئی یہ ہماری پیروی کرنے والے ضرور کہیں گے کہ ہماری گمراہی کے ذمہ دار یہ لوگ ہیں۔ اس لئے ان کے بولنے سے پہلے وہ خود اپنی صفائی پیش کریں گے کہ ہم نے زبردستی ان کو گمراہ نہیں کیا بلکہ جس طرح ہم خود اپنی مرضی سے گمراہ ہوئے تھے اسی طرح انہوں نے اپنی مرضی سے گمراہی کو قبول کیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

1445

1444

1446

1444

1447

1444

1448

1444

1449

1444

1450

1444

1451

1444

1452

1444

1453

1444

1454

1444

1455

1444

1456

1444

1457

1444

1458

1444

1459

1444

1460

1444

1461

1444

1462

1444

1463

1444

1464

1444

1465

1444

1466

1444

1467

1444